تعارف تبصرہ

مسلمان عورت کے حقوق اوران پر اعتراضات کا جائزہ

مصنف : مولانا سید جلال الدین عمری

ناشر : ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ

مسلم پرسنل لا کے اہم ترین موضوع 'مسلمان عورت کے حقوق' پر مولانا سید جلال الدین عمری کی تازہ تصنیف اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے، جس میں اسلام کے مستند مآخذ کی روشنی میں 'عورت' کے حقوق کی وضاحت کے ساتھ خاص طور پر ان اعتراضات کا جائزہ اور ان کا جواب فراہم کیا گیا ہے جو مسلمان عورت کے حقوق پر کیے جاتے یا کیے جا سکتے ہیں۔ 'اسلامی معاشرت' مولانا سید جلال الدین عمری کے اختصاص کا موضوع ہے، جس سے اپنے تصنیفی دور کے آغاز ہی سے انھیں گہری دلچسپی رہی ہے۔ 'عورت۔ اسلامی معاشرہ میں'، 'عورت اور اسلام'، 'مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں' وغیرہ متعدد علمی اور تحقیقی کتابیں اس موضوع سے متعلق موصوف کی اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اور کئی ایک چیزیں زیر ترتیب ہیں۔ زیر نظر کتاب اسی اہم سلسلے کی ایک ممتاز کڑی ہے۔

ہندوستان میں آزادی کے بعد سے 'مسلم پرسنل لا' کا مسئلہ گوناگوں اسباب سے بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ خاص طور پر محمد احمد بنام شاہ بانو کے سلسلے میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ کے بعد تو اس نے پورے ملک میں ایک ہلچل کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں خاص طور پر مسلمان عورت کے حقوق اور معاشرہ میں اس کے مرتبہ ومقام کے سلسلے میں مضامین اور کتابچوں کا تانتا بندھ گیا ہے۔ لیکن پیش نظر کتاب میں اس مسئلہ کا جس سنجیدگی اور گہرائی سے جائزہ لیا گیا ہے کسی دوسری جگہ یہ چیز شائد ہی مل سکے گی۔ کتاب کی تیاری میں جس محنت اور جانفشانی اور دیدہ ریزی کا ثبوت دیا گیا ہے اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھیں ان فنی موضوعات کو فقہ وفتاویٰ کی اصل کتابوں میں دیکھنے کا موقع ملا ہو۔ مصنف کے منجھے ہوئے قلم نے فقہ کے ٹکنکل مسائل کو اردو میں ایسے صاف، شستہ اور رواں انداز میں بیان کیا ہے کہ ایک عام قاری بھی ان مباحث کو آسانی سے سمجھ سکتا اور ان سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ مواد کی تلاش میں جو محنت اور عرق ریزی کی گئی ہے اس کا اندازہ کتابیات پر ایک نظر ڈال کر

ہی کیا جا سکتا ہے، جو دیگر چیزوں کے علاوہ حدیث، تفسیر، شروح حدیث اور فقہ و فتاویٰ وغیرہ کی ستاون کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح کتاب نے اپنے موضوع پر ایک اہم دستاویز کی صورت اختیار کر لی ہے۔

پوری کتاب میں مصنف کا انداز بیان خالص علمی اور تحقیقی ہے اور مسلکی عصبیت سے آزاد ہو کر انھوں نے پوری فراخ دلی سے اہل سنت کے تمام مکاتب فقہ سے یکساں استفادہ کیا ہے۔ کسی ایک مسلک کی ترجمانی کے بجائے شریعت اسلامی کی ترجمانی کی کوشش کی ہے اور خالص علم و تحقیق کی میزان میں جو نقطۂ نظر انھیں راجح اور حالات کے لحاظ سے زیادہ موافق نظر آیا ہے اسے اپنانے اور نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے آغاز میں آزادی نسواں کے رائج الوقت مغربی تصور کی کمزوریاں واضح کی گئی ہیں، اس کے بعد مسلمان عورت کے حقوق کی تفصیل ہے۔ آگے ان حقوق پر اعتراضات کا اصل حصہ شروع ہوتا ہے جس میں مرد کی حکمرانی، حجاب کی بندشیں، عورت کا معاشی مسئلہ، مہر کی نوعیت، تعدد ازدواج، طلاق کا مسئلہ، مطلقہ کا نفقہ، خلع کی نوعیت، عورت کی وراثت، عورت کا قصاص، عورت کی دیت، عورت کی شہادت اور عورت اور سیاسی قیادت' کے عنوانات کے تحت ایک سو تیرہ ذیلی عنوانات کے ذریعہ ان موضوعات و مباحث کا حق ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کی ایک ایک سطر مواد سے پر اور پوری کتاب میں اجتہادی رنگ نمایاں ہے۔

مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ نام نہاد ہمدردی کی آڑ میں پوری شریعت اسلامی پر خط نسخ پھیرنے کی جو کوشش مغربیت زدہ غیر مسلم دانشوروں کی طرف سے کی جا رہی ہے اور جن کی راگ۔ سے راگ ملانے میں مسلمان دانشوروں کا ایک طبقہ بھی کچھ پیچھے نہیں ہے، انھیں خاص طور پر ہم اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔ آزادی کے بعد سے ہندوستان میں ان حضرات کی ایک بڑی کمزوری دیکھنے میں یہ آرہی ہے کہ اسلامی شریعت اور خاص طور پر اس کے حصہ نسواں کے سلسلے میں بعض پٹے پٹائے اعتراضات کو مسلسل دہراتے رہنے کو علم و آگہی کی معراج خیال کرتے ہیں اور اس خول سے کسی طرح نکلنے کے لیے تیار نہیں ہیں، حالانکہ اردو زبان میں ان موضوعات پر وقیع علمی چیزیں سامنے آچکی ہیں جنھیں اگر توجہ سے دیکھا جائے تو غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں شکوک و شبہات کا بہت کچھ ازالہ ہو سکتا ہے اور بات کو مزید آگے بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔ لیکن جدید دانشوروں کا یہ عجیب سانحہ ہے کہ کسی معاملہ میں

دین کے موقف کو اس کے شارحین سے سنجیدگی سے سمجھنے کے بجائے دین کے مخالفین کے ذہن سے اس پر غور کیا جاتا ہے اور ان کے پٹے پٹائے اعتراضات کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے گویا ان کا جواب دیا ہی نہیں جاسکتا۔ اسلام میں عورت کی پوزیشن، نکاح، طلاق، وراثت، تعدد ازواج وغیرہ موضوعات پر کتنی وقیع اور سنجیدہ کوششیں چوتھائی صدی سے زائد عرصہ سے ہمارے سامنے ہیں، لیکن معترضین کے خیالات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے انھیں جیسے ان کی ہوا تک نہیں لگی ہے۔ اس سلسلے میں سنجیدہ علمی چیزوں کا مطالعہ کرنے اور اس کی خواہش رکھنے والے ایک طبقہ کی دشواری تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ ان چیزوں کا مطالعہ انگریزی زبان میں کرنا چاہتا ہے۔ اب یہ مسلمان امت کے باشعور افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اردو میں ان موضوعات پر کیے گئے علمی کاموں کو انگریزی میں منتقل کرنے کا سامان کریں، لیکن مسلمان دانشوروں کے اس طبقہ کی روش کی کوئی توجیہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی جس کا کل مبلغ علم زیادہ تر اردو اخبارات ورسائل کی دنیا تک محدود ہے۔ اسلامی قانون کے مباحث کو APPRECIATE کرنا آسان تو نہیں لیکن محنت کرکے یہ لوگ ان موضوعات پر اردو میں لکھی گئی سنجیدہ علمی کتابوں کا مطالعہ کرسکتے ہیں، جس کے بعد افہام وتفہیم کے مزید مواقع پیدا ہوسکتے ہیں۔ لیکن بڑا افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ بھی اس طرف سے آنکھیں بند کرکے اخباری خیالات کی دنیا میں مگن اور اپنے اعتراضات کو جوں کا توں دہراتے رہنے کو کافی سمجھتے ہیں۔ مسلمان امت میں اپنے کو شامل رکھتے ہوئے اسلام ہی کو تنقید واعتراض کا ہدف بنانے کی کیا توجیہ خدا ورسول کے حضور کی جاسکے گی، اس سے قطع نظر خالص علمی نقطۂ نظر سے یہ روش جیسی کچھ غیر سنجیدہ اور قابل افسوس ہے اسے بادنیٰ تامل محسوس کیا جاسکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے انگریزی اور ہندی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کرکے اسے بڑے پیمانے پر پھیلایا اور عام کیا جائے۔ مسلمان اور غیر مسلم دانشوروں کے علاوہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے خاص طور پر ہندوستان میں وکلاء اور ججوں کے مطالعہ میں لایا جائے۔ قومی پریس میں مسلم پرسنل لا کے مسائل پر اظہار خیالات کو دیکھتے ہوئے عام طور پر احساس ہوتا ہے کہ بحث ناواقف کاروں کے بیچ گردش کررہی ہے۔ کچھ لوگ اسلام کے موقف کو سمجھے بغیر اس پر اعتراضات کرتے ہیں اور ان کا جواب وہ لوگ دیتے ہیں جن کا ذہن خود بھی ان مسائل کے سلسلے میں صاف نہیں ہے۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو ان مسائل سے دلچسپی

رکھتا اور اس طرح کے بحث و مباحثہ میں حصہ لیتا ہے، اس کو بھی ہم خاص طور پر اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیں گے۔ مسلم پرسنل لا کے موضوع پر یہ اہم اور بروقت کتاب اس کی مستحق ہے کہ اس کی توسیع اشاعت کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور تحفظ شریعت کی دوسری مختلف کمیٹیوں اور اداروں کے پروگرام میں شامل کیا جائے۔ اور اسے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ مصنف محترم کی عمر دراز کرے اور ان کی علمی کاوشوں کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو۔ آمین۔

عمدہ کتابت آفسٹ کی حسین طباعت اور سفید چکنے کاغذ پر چھپی ہوئی دو سو ۲۰۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت صرف ۲۰ روپئے ہے جو بازار کے عام نرخ سے کافی کم ہے۔ لائبریری ایڈیشن مجلد ڈسٹ کور کے ساتھ ۳۵ روپئے۔

(سلطان احمد اصلاحی)

ایک منصفانہ نظامِ زر کی سمت میں

Towards a just Monetary System

ڈاکٹر محمد عمر چاپرا

اسلامک فاؤنڈیشن، لیسٹر، لندن۔ برطانیہ ۱۹۸۵ء

صفحات ۲۹۲ ISBN-08637-147-6 PbK

یہ کتاب کل ۹ ابواب پر مشتمل ہے جس کا مقدمہ پروفیسر خورشید احمد صاحب نے تحریر کیا ہے۔ اسلامی معاشیات کے موضوع پر یہ کتاب یقیناً ایک نئے دور کے آغاز کا پیش خیمہ کہی جاسکتی ہے۔ معاشیاتی نظام کی اسلامی بنیادوں سے متعلق علماء اسلام کی فکری کاوشوں سے جس بحث کا آغاز ہوا تھا اس نے پچھلی دو دہائیوں میں کافی تیزی سے پیش رفت کی ہے۔ عرصہ ہوا یہ بحث نہ صرف علمی، معاشی اور سیاسی حلقوں میں ایک مکمل مضمون کی حیثیت حاصل کرچکی ہے بلکہ ایک علمی مضمون کی حیثیت بھی اسے حاصل ہوچکی ہے۔ ڈاکٹر عمر چاپرا صاحب کی یہ کتاب اس سمت میں ایک بہترین اور نہایت اہم پیش رفت ہے۔

معاشیاتی نظام کی اسلامی بنیادوں اور ان پر قائم کیے گئے اداروں کی جزئیاتی تحلیل (MICRO ANALYSIS) سے آگے بڑھ کر یہ کتاب ان بنیادوں اور اداروں سے تعمیر شدہ